# تعمیر حیات

لکھنؤ

پندرہ روزہ


## تہذیب و تمدن کے میدان میں

## ایک نیا تجربہ

ہم جس تہذیب و ثقافت کے داعی ہیں اس میں شکوہ بھی ہے اور تواضع بھی،

جلادت بھی ہے اور مروت بھی،

گہرائی بھی ہے اور گیرائی بھی،

صلابت بھی ہے اور رقت بھی،

استقامت بھی ہے اور رواداری بھی،

اس کی قلمرو میں علوم شریعت و حکمت بھی ہیں اور ادب و شاعری بھی،

فقر و درویشی بھی ہے اور نفاست اور ذوقِ لطیف بھی،

اس کی دلچسپی کے میدان قلعے بھی ہیں اور کتب خانے بھی،

مدرسے بھی ہیں اور خانقاہیں بھی،

تحقیق و تصنیف کے حلقے بھی ہیں اور ادبی مجلسیں بھی،

اس میں ثقافت بھی ہے اور ظرافت بھی،

سخت جانی بھی ہے اور سبک روحی بھی،

اس کے اظہارِ خیال اور اظہارِ کمال کا ذریعہ عربی بھی ہے اور انگریزی بھی، اردو بھی ہے اور ہندی بھی،

یہ وہ ہندوستانی تہذیب ثقافت ہے جو نہ خالص ہندوستانی ہے نہ خالص ایرانی ــــ نہ عربی نہ عجمی۔ بلکہ ان سب کے محاسن کا مجموعہ اور تہذیب و تمدن کے میدان میں ایک نیا تجربہ۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی حجاز و مراکش اور لندن کے سفر سے بخیر و عافیت لکھنؤ تشریف لے آئے۔

# تعلیم القرآن

مولانا محمد اویس ندوی

## خدا کا ڈر

فلا تخشوا الناس واخشون — لوگوں سے نہ ڈرو، مجھ سے ڈرو۔

آدمی اس سے ڈرتا ہے جس سے کسی نقصان کے پہونچنے کا خیال ہو، ہمارا یقین ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر دنیا کی کوئی طاقت ہم کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے، پھر اللہ کے سوا ہم دوسروں سے کیوں ڈریں؟

اوپر کی آیت میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔ پہلا حکم یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈریں، یعنی خدا کے حکموں پر چلنے میں ہم کو کسی سے نہ ڈرنا چاہئے، مسلمان کی شان یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہر ایک کا ڈر دل سے نکال دے اور پوری ہمت کے ساتھ اللہ کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلے۔

۲۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ ہم اللہ سے ڈریں یعنی اللہ کے حکموں سے منھ نہ موڑیں، اس نے ہم کو جو باتیں بتائی ہیں ان کو پورا کریں اور جن باتوں سے روکا ہے ان سے رکیں، ہم گھر میں ہوں یا بازار میں، مسجد میں ہوں یا مدرسہ میں، اکیلے ہوں یا سب کے ساتھ، اللہ ہم کو ہر جگہ دیکھ رہا ہے اور ہماری ہر بات کو سن رہا ہے، ایک سچے فرمانبردار بندہ کی طرح ہم کو اس کے ہر حکم بجا لانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ خدا کے ڈر سے رویا کرتے تھے۔

## خدا سے امید

لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ — خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

جس طرح ہم کو خدا کے غضب سے ڈرتے رہنا چاہئے، اسی طرح اس کے رحم و کرم کا امیدوار بھی رہنا چاہئے، اگر خدا کا ڈر آدمی کو غافل و بیباک اور گستاخ نہیں ہونے دیتا ہے تو اس کے رحم و کرم کی امید مایوس، غمگین اور تنگ دل نہیں ہونے دیتی ہے، مسلمان کو ہمیشہ پُرامید رہنا چاہئے، خدا کے فضل و کرم کی آس نہ توڑنا چاہئے۔

امیر ہو کہ غریب، تندرست ہو کہ بیمار، کامیاب ہو کہ ناکام، سب کی امیدیں اسی سے بندھی رہنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک بندے سے کہا جائے گا کہ آگ میں داخل ہو، وہ دوزخ کے کنارہ پہونچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگے گا۔ اور کہے گا "خدا کی قسم مجھ کو خدا سے اچھی امید اور بھلائی کا گمان تھا، ارشاد ہوگا کہ اسے لوٹا لاؤ، میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں!

حضورؐ نے ایک صحابی سے مرض الموت میں پوچھا کہ کیا حال ہے؟ کہا کہ یارسول اللہ اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں اور اللہ سے معافی کی امید رکھتا ہوں، فرمایا جس بندہ کے دل میں ڈر اور امید دونوں جمع ہیں تو خدا تعالیٰ اس کے ڈر کو دور کر دیتا ہے، اور اس کی امید پوری کر دیا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کے بھروسہ پر جان بوجھ کر گناہ نہ کرنا چاہئے، لیکن اگر غلطی سے گناہ ہو جائے تو خدا سے توبہ کرنا چاہئے، اور اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہئے۔

## اللہ کے مددگار

یا ایہا الذین آمنوا کونوا انصار اللہ (صف...) — اے ایمان والو تم اللہ کے مددگار ہو جاؤ۔

اس آیت میں فرمایا کہ اللہ کے مددگار ہو جاؤ! اللہ ہمارا محتاج نہیں کہ اس کو مدد کی ضرورت ہو، مطلب یہ ہے کہ جس طرح خدا نے ہمارے ہر کام میں ہماری مدد کی ہے، اسی طرح تم اللہ کے دین کی، اور اللہ کے بندوں کی مدد کرو، دین کی مدد اصل میں اپنی ہی مدد ہے، اس لئے کہ دین ہماری ہی بھلائی چاہتا ہے، دین کی سب سے پہلی اور بڑی مدد یہ ہے کہ ہم خود اس پر عمل کریں اس کے بعد ہمارا فرض ہے ان کو دین کے سچے راستہ پر چلائیں!

جب بات ہو دیکھیں کہ دین کا پہ کسی طرح بگاڑ رہا ہے، وہاں اپنا وقت اور تن من سب قربان کر دیں۔

جان، مال، قلم، زبان، ہر چیز سے اللہ کے دین کی خدمت کرنا چاہئے۔

# محسنِ انسانیت نے فرمایا

- بخیل، اور دے کر احسان جتانے والا، یہ سب جنت سے محروم ہیں۔
- بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے۔
- حسد نیکیوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کریم ہے اور کرم اسے محبوب ہے۔ سخی ہے اور سخاوت اسے محبوب ہے۔
- آپس میں محبت، کفایت شعاری، لوگوں سے نرمی کا برتاؤ، خاموشی اور طبیعت کا استقلال یہ اوصاف نبوت کے اجزاء میں سے ہیں۔
- ایمان درست نہیں ہوتا، جب تک دل کی اصلاح نہ ہو اور دل کی اصلاح نہیں ہوتی جب تک زبان کی اصلاح نہ ہو۔
- حیا، ایمان کی ایک شاخ ہے۔
- حیا، سراپا خیر ہے۔
- شرم و حیا میں نیکی ہی نیکی ہے۔
- پاکی و طہارت نصف ایمان ہے۔
- ہر دین میں اچھے خلق یعنی بہترین صفت ہوتی ہے اور اسلام کا وہ خلق حیا ہے۔
- حیا اور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے۔ ان میں سے جب کسی ایک کو اٹھایا گیا، تو دوسرے کو بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حیا اور ایمان لازم و ملزوم ہیں۔
- انبیائے سابقین سے جو بات لوگوں نے پائی، جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوا اور جس کا حکم اب تک باقی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو نے شرم کو پس پشت ڈال دیا تو اب جو تیرا دل چاہے وہ کر (بے حیا ہو کر تو سب کچھ کر گزرے گا۔)
- بلند ہمتی ایمان کی علامت ہے۔
- خدا بلند امور کو پسند اور اچھے کاموں کو ناپسند کرتا ہے۔

  ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق
  باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

- مومن اپنی تلوار اور زبان حق کو بلند کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
- بادشاہ جابر کے سامنے کلمۂ حق کا اظہار بہترین جہاد ہے۔
- جو دانستہ ظالم کا ساتھ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں۔
- سچا اور امین تاجر قیامت کے دن صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔
- امانت دار تاجر خدا کا دوست ہے۔
- نیک آدمی کے لئے جائز دولت بھی اچھی چیز ہے۔
- حلال روزی کے لئے کوشش کرنا بعد فرض عبادت کے فرض ہے۔
- کوئی شخص اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے بڑھ کر اچھی روزی نہیں کھاتا۔
- کسی سے سوال نہ کیا جائے، اور جو بے سوال مل جائے، اسے قبول کیا جائے۔
- تم میں سے کوئی شخص جنگل سے لکڑیاں کاٹے، اور ان کا گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے تو اللہ کے نزدیک اس کی یہ محنت اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جائے اس سے سوال کرے اور وہ اسے کچھ دے یا انکار کر دے۔
- جو شخص لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے دروغ مصلحت آمیز سے کام لے وہ جھوٹا نہیں ہے۔
- میں تمہیں بتاؤں صوم و صلوٰۃ اور خیر و خیرات وغیرہ سے افضل کیا ہے۔ جھگڑے میں صلح کرا دینا۔
- لوگوں کے باہمی تعلقات میں خلل انداز ہونا آدمی کی ساری نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔
- دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ و خیرات کی طرح موجب اجر و ثواب ہے۔
- ایک ساعت انصاف (دنیا بھر کی) عبادت سے بہتر ہے۔
- جس کام میں اللہ کی نافرمانی ہو اس میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

# تعمیر حیات

پندرہ روزہ

۱۰ جون ۱۹۸۶ء — ۱ جمادی الثانی ۱۴۰۶ھ

جلد نمبر ۲۳ — شمارہ نمبر ۱۵

زر اشتراک ہندوستان مع محصول ڈاک

سالانہ ۱۲ روپے ششماہی ۷ روپے — فی پرچہ ۶۰ پیسے

بیرون ہند مع محصول ڈاک

بحری ڈاک سے — ایک پونڈ ۹ شلنگ

ہوائی ڈاک سے، امریکہ، کناڈا اور یورپی ممالک — ۳ پونڈ

افریقہ، مشرق وسطیٰ، آسٹریلیا وغیرہ کے ممالک — ۲ پونڈ

پاکستان — ۳۰ روپے

بنگلہ دیش — ۱۵ روپے


اس دائرے کا سرخ نشان ضروری اطلاع ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو گئی ہے۔ تعمیر حیات آپ اور آپ کے حلقہ تعلق کی اہم ضرورت ہے — لہٰذا آئندہ فرصت میں آئندہ سال کے لئے زر اشتراک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں یا پرچہ جاری رکھنے کا ارادہ نہ ہو تو مطلع فرمائیں۔ جواب نہ ملنے پر زر اشتراک کی اطلاع نہ آنے کی صورت میں پرچہ وی پی سے روانہ کیا جائیگا جس کی وصولیابی آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔ وی پی کی واپسی ادارہ کے لئے نقصان کا باعث ہوگی۔

براہ کرم خط و کتابت اور منی آرڈر کوپن پر اپنا مکمل پتہ اور نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائیے۔

## اس شمارے میں

تہذیبِ نو کے میدان میں ایک نیا تجربہ، تعلیم قرآن، تحسین، ماہیت، لطفیا۔ ادارہ، سوچنے کی بات، دینیات کے بچوں میں اپنی تبلیغ۔ نئی نسل کی فکر پر، مطالعہ کی میز پر، کی بیرت قتل کے بعد، اسلامی نظام، ادارہ، بیروت، اسلام کی روشنی۔ ندوہ کے شب و روز


پرنٹر، پبلشر، سید محمد حسنی نے نامی پریس لکھنؤ سے طبع کرا کر دفتر "تعمیر حیات" ندوہ پوسٹ بکس ۹۳ لکھنؤ سے شائع کیا۔

مدیر: اسحاق جلیس ندوی

کتابت: جلال الدین قاسمی ندوی


## سوچنے کی بات

حیات انسانی کے لئے ہوا، پانی اور غذا ناگزیر ہے۔ ناگزیر ضرورت کے اعتبار سے ترتیب بھی یہی رہے گی (۱) ہوا (۲) پانی (۳) غذا۔

انسان کو چند روز پانی یا کھانا نہ ملے تب بھی وہ جی سکتا ہے تاریخ انسانی میں ہزاروں انسان مسلسل فاقوں کا شکار رہے ہیں، لیکن اگر چند منٹ کے بجائے چند گھنٹے یا چند منٹ کے لئے انسان ہوا سے محروم ہو جائے تو اس کا دم گھٹ جائے گا اور اس کا زندہ رہنا ممکن نہیں۔ انسانی زندگی کی اس ناگزیر ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے وافر مقدار میں فراہم کیا ہے، ہر وقت وہ اسے مہیا کرتا ہے اور بلا قیمت و بلا محنت اور بلا "راشننگ" کے یہ حاصل ہوتی ہے۔ یہی حال انسانی زندگی کے لئے دوسری ناگزیر ضرورت پانی کا ہے۔ حیات کے لئے پانی کی بڑی اہمیت ہے "وجعلنا من الماء کل شیء حیا" قدرت نے اس کو بھی ایسی فراوانی سے فراہم کر دیا ہے کہ یہ انتہائی قیمتی چیز بلا قیمت مل جاتی ہے۔

جہاں تک غذا کا تعلق ہے اس میں محنت اور قیمت دونوں لگانا پڑتے ہیں۔ لیکن قدرت نے یہاں بھی انسان کو بے بس و مجبور نہیں کیا۔ انسانی جسم کی ساخت اس میں حرکت و عمل کی طاقت اور اس کے ذہن و دماغ کی صلاحیت محنت میں معاون بنتی ہے۔ پھر قدرت نے انسان میں کمانے کا رجحان فطرۃً رکھ دیا ہے۔ پیٹ کا تقاضا اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پیر کو ضروریات زندگی کی یافت میں استعمال کرے۔

انسان اپنے خورد و نوش کا سامان زمین سے حاصل کرتا ہے۔ قدرت نے اس کرۂ ارض پر لاکھوں مربع میل خشکی بھی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بر اعظم ہیں ان کی بلکہ دنیا کے تمام ممالک کی زمین کا سروے کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسان نے خشکی کا چوتھائی حصہ بھی اپنے استعمال میں نہیں لیا، وہ زمین کے ایک محدود رقبہ کو ہی رہائش، باغات اور کھیتی کی غرض سے استعمال کر رہا ہے۔

آپ ہوائی جہاز سے کسی مقام کا سفر دنیا کے کسی بھی خطے میں کریں تو آپ کو میلوں تک افتادہ زمین اپنے پوشیدہ خزانوں کو اگلنے کے لئے انسانی ہاتھوں کی منتظر نظر آئے گی۔ قدرت نے اپنی طرف سے کوئی کمی نہیں کی لیکن انسان کو اس کے صحیح استعمال کا ڈھنگ نہیں آ رہا ہے۔

کائنات کی تخلیق، اس میں مختلف سیاروں کا باہمی ربط اور توازن، کرۂ ارض جس میں انسان بستا ہے اس میں لاکھوں قسم کے جاندار اور ان کی مرغوب غذا کی فراوانی، غرض انفس و آفاق کے بے شمار مظاہر کسی منکر خدا کو بھی اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ یہ کائنات اتفاقات کے نتیجہ میں وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کا ایک ہیا خالق ہے جو باریک ترین اصولوں اور توازن کی باریکیوں سے واقف ہے۔ کائنات کا پورا نظام منضبط اصولوں پر قائم اور جاری ہے۔

ایک غور طلب نکتہ یہ بھی ہے کہ کیا کائنات کا خالق اپنی اس عظیم و دقیق مخلوق کی تخلیق کے بعد خود اس سے منظر سے ہٹ گیا ہے؟ اور اسے نظام عالم کو فطرت کے سپرد یا اپنے نائبین یا عام عقل مندوں کے حوالہ کر دیا ہے؟

قرآن مجید اس سلسلے میں نسل انسانی کی صحیح رہنمائی کرتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف خالق ( CREATOR ) نہیں بلکہ اس کا منتظم و مدبر ( ADMINISTRATOR ) بھی ہے۔ وہ ایسا بصیر ہے کہ نسل انسانی کی ہر ضرورت، ہر پیچیدگی اور ہر پریشانی اس کی نگاہ و دسترس پر عیاں ہے۔

اس حقیقت کے بعد انسان کو اپنے مسائل میں خود ساختہ تدبیریں طلب اقتصادی ابتری اور بے جا کشمکش ایسی ہی ہے۔ کی عملی تعمیر بن جاتی ہیں۔ دنیا میں انسانوں کے کرتوتوں سے نسل انسانی مسلسل مصائب و پریشانیوں کا شکار ہے۔ مذہب دشمنی، خدا بیزاری اور اپنی محدود عقل پر غیر معمولی اعتماد کا مرض دور کر کے مسائل کو حل کیا جائے تو بہت سی پریشانیاں یقیناً دور ہوں گی۔

ہندوستان ایک زراعتی ملک (agricultural country) ہے اس کی ۸۰ فیصد آبادی دیہاتوں پر مشتمل ہے لیکن یہ غذا میں خود کفیل نہیں۔ امریکہ صنعتی ملک ہے اس کی شہرت زراعتی ملک کی حیثیت سے نہیں تاہم وہ نہ صرف اناج کے معاملے میں خود کفیل ہے بلکہ پی ایل ۴۸۰ کے تحت وہ دنیا کے کئی ممالک کو اناج فراہم کرتا ہے۔ امریکہ سے اناج درآمد کرنے والے ممالک میں ہمارا زراعتی ملک سر فہرست ہے۔ ہندوستان کے عوام جس پی ایل ۴۸۰ کے امریکی گیہوں کے لئے گھنٹوں راشنگ دکانوں کے سامنے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں وہ گیہوں امریکہ میں نہ صرف جانوروں کو دیا جاتا ہے بلکہ گیہوں کے ہزاروں ٹن قیمتوں کو اپنے حق میں کرنے کے لئے کروڑوں ٹن گیہوں سمندر میں پھینک دیا جاتا ہے۔

امریکہ نے حال ہی میں سوشلسٹ روس کو بھاری مقدار میں اناج بیچا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ایک صنعتی ملک کیونکر دنیا کو اناج فراہم کر رہا ہے اور ہمارا ملک ایک زراعتی ملک کی حیثیت سے ہے لیکن ہم اپنے غذائی مسئلہ کو حل کرنے اور مستقبل کے اندیشوں کو دور کرنے کے لئے ان طریقوں پر کروڑوں روپے صرف کر رہے ہیں جو فطرت انسانی، احترام انسانیت کے منافی اور مسئلہ کے ناقابل اعتماد حل کی اعتبار سے مشکوک ہیں۔؟

## شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء کی طویل علالت

حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگرامی، شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ لکھنؤ کے میڈیکل کالج میں کئی روز تک زیر علاج رہے ہیں، اور ابھی تشویشناک حالت جاری رہی، طویل تعلق اور تیمارداری ہو رہی ہے۔

مولانا محمد اویس صاحب نگرامی اپنے علمی وقار، مخصوص ذوق و مزاج، طلباء سے بے پناہ شفقت و محبت اور اپنی انفرادی علمی و دینی استعداد کی وجہ سے اپنے بزرگوں میں ہیں کہ ان کی علالت کا باعث ایک بڑی جماعت رنجیدہ ہے۔ ان کے شاگرد خصوصاً ان کی کمی محسوس کرتے ہیں۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے ان کی عیادت کی اور مولانا محمد اویس صاحب کو مولانا محمد علی میاں اور دیگر اعزہ نے مستقل تیمارداری فرمائی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولانا کو صحت عطا فرمائے۔

قارئین "تعمیر حیات" سے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

علاء الدین ندوی

# ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ سمندری سفر کر رہے تھے، ہوا مخالف ہونے کی وجہ سے ہم ایک نامعلوم جزیرے میں جا پڑے، وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ پتھروں کے سامنے سجدہ ریز ہے، ہم نے اس سے کہا کہ اس طرح کے بہت سارے پتھر تو صحرا، میدانوں اور راستوں میں پڑے رہتے ہیں، یہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتے بت پرست یہ تو تم لوگ کس کی عبادت کرتے ہو۔؟
عبدالواحد۔ ایک خدائے حقیقی (اللہ) کی۔

یہ اللہ کیا چیز ہے؟
اللہ اس برتر و بالا ہستی کا نام ہے جس کی بادشاہت آسمانوں اور زمینوں پر چلتی ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ساری کائنات کی جانیں ہیں، جو مُردوں کو جلاتا اور زندوں کو مارتا ہے جس نے انسانوں اور ساری مخلوقات کو پیدا کیا وغیرہ وغیرہ ......

لیکن یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں؟
اس معبودِ حقیقی نے ایک عظیم ہستی کو ہمارے درمیان نبی بنا کر بھیجا جس نے ہمیں ہر چیز کی تعلیم دی، بھٹکے ہوئے انسانوں کو ہدایت کی شمع دکھائی جسے خدا کا رسول، قاصد، فرستادہ کہا جاتا ہے۔

رسول کہاں ہے؟
جب دین کی تکمیل ہو چکی، ان کی ضرورت باقی نہیں رہی تو خدا نے اپنے پاس بلا لیا۔
لیکن کوئی علامت بھی موجود ہے ...؟
ہاں، ہاں کیوں نہیں یہ قرآن، اللہ کی کتاب ہے۔
ذرا ہمیں بھی دکھائیے؟
اب ہم آیات قرآنی کی تلاوت کر رہے تھے اور اس کی آنکھیں اشکبار تھیں۔
تلاوت کا سلسلہ ختم ہوا تو کہنے لگا، اس کتاب کے ہوتے ہوئے کے بعد انکار و سرکشی کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی اب وہ مشرف باسلام ہو چکا تھا ہمارے ساتھ چلنے کو تیار تھا ہم نے اسے فرائض و احکام بتائے اور چند سورتیں بھی یاد کرائیں۔ جب ہم رات کو سونے کی تیاری کر رہے تھے اس نے کہا کیا یہ خدا جس کی عبادت کو سو جایا کرتا ہے۔؟
نہیں، وہ تو ایسی صفات کا حامل ہے کہ نہ وہ سوتا ہے نہ اسے نیند آتی ہے نہ ہی سے انسانی عوارض لاحق ہوتے ہیں، وہ حی و قیوم ہے۔
اگر ایسی بات ہے تو یہ تو بڑی بے جا حرکت ہوگی کہ معبود (آقا) تو جاگتا رہے اور عبد (غلام) آرام و آسائش کے مزے لوٹتا رہے۔
کچھ دنوں بعد جب یہ خبر ملی کہ اسکی آخری گھڑی ہے جب حاضر ہوا تو موت کی ہچکیاں لے رہا تھا میں نے پوچھا کسی چیز کی خواہش تو نہیں ہے۔؟
انتہائی متانت و سنجیدگی سے جواب دیا، تمام خواہشات و ضروریات تو وہ معبودِ حقیقی پورا کر چکا ہے جو آپ کو اس جزیرے تک لایا تھا یہ کہہ کر اس نے دم توڑ دیا۔
عبدالواحد کہتے ہیں کہ رات کو میں نے خواب دیکھا کہ وہ شخص ایک خوبصورت چمن میں ہے طرح طرح کے پھلوں سے اس کی خاطر و مدارات کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ایک حسین و جمیل حور پیکر عورت بھی ہے اور وہ اس آیت کریمہ کو بار بار پڑھ رہا ہے:۔
"والملٰئکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔"
(صفۃ الصفوۃ ۴ ص ۲۶۶)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یزید الرقاشی کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ بصرہ کے ایک بڑے بزرگ اور عابد و عالم کی خدمت میں حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ انکے اہل و عیال اعزہ و اقارب سبھی لوگ ان کے ارد گرد جمع ہیں وہ ان کی آخری گھڑی ہے موت و زیست کی کشمکش میں پڑے کراہ رہے ہیں اور بیچے باپ نے بیٹے کو مایوسانہ نظروں سے دیکھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ بزرگ نے رونے کا سبب پوچھا بوڑھے باپ نے جواب دیا تمہارا اضطراب و پریشانی دیکھی نہیں جاتی، تمہارے بعد زندگی میں وحشت و تنہائی کے سوا کچھ نہ ہوگا ماں کی طرف دیکھا تو وہ بھی گریہ و زاری کر رہی تھیں، کہا میری پیاری اور اچھی ماں تم کیوں رو رہی ہے کیا وجہ ہے؟ اس نے جواب دیا تم آج ہم سے بچھڑ رہے ہو، تمہاری مفارقت کا غم کیسے برداشت کروں گی میری اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے بھی سراپا حزن و ملال بنے آنسو بہا رہے تھے ان سے بھی وجہ دریافت کی جواب دیا کہ آپ ہمیں یتیم و لاوارث چھوڑ کے کہاں جا رہے ہیں اب ہماری دیکھ بھال اور پرورش کرنے والا کون ہوگا غرضیکہ پورا گھر ماتم کدہ بنا تھا۔ بزرگ نے انہیں اور اپنے قریب بٹھاتے ہوئے ان سے یوں خطاب کیا میں سب کو دیکھ رہا ہوں کہ میری دنیا کے چھوٹنے پر اظہار ماتم کر رہے ہیں لیکن کوئی میری آخرت کی فکر میں آنسو نہیں بہاتا، عذاب قبر کے تصور سے کوئی نہیں روتا، منکر نکیر کے بازپرس کے خوف سے کوئی ماتم نہیں کرتا بارگاہ خداوندی میں حاضری کے ڈر سے کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا اتنا کہہ کر ایک دلدوز چیخ ماری اور ہمیشہ کے لئے اپنے اہل و عیال سے جدا ہو گئے۔
(صفۃ الصفوۃ ص ۲۶۴)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ابراہیم خواص کہتے ہیں کہ میں اپنے خالی اوقات میں دریا کی طرف سیر و سیاحت کے لئے نکل جاتا وقت گزاری کے لئے کھجور کے پتوں کو کاٹ کاٹ کر ٹوکری کی شکل بناتا اور انہیں اور انہیں دریا میں ڈال دیتا میرا ایسا کرنا محض طبیعت کے تقاضے سے تھا چنانچہ اس کوئی دوسری غرض شامل نہ تھی جب ایک عرصہ گزر گیا تو ایک دن خیال آیا کہ کیوں نہ ان ٹوکریوں کا سراغ لگاؤں کہ یہ کہاں جا کر رکتی ہیں اس مقصد سے دریا کے کنارے کنارے چلتا رہا، جب کافی دور نکل گیا تو ایک بڑھیا پر نظر پڑی جو بیٹھی رو رہی تھی۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو بتایا کہ پانچ یتیم بچے ہیں شوہر داغ مفارقت دے چکا ہے اب فکر معاش دامنگیر ہے اب یہاں قریب آ کر بیٹھ جاتی اور ندی سے ٹوکریاں نکال لے جاتی اور اس طرح بچوں کا پیٹ پالتی لیکن دو دنوں سے یاس و حسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا، یہ سن کر ابراہیم خواص پر گریہ طاری ہوا دعا کے لئے دونوں ہاتھوں کو اٹھا دیا اور کہنے لگے اے اللہ یا کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ میرے پانچ یتیم بچے ہیں تو میں اپنے کام میں مزید اضافہ کر دیتا، عورت سے کہا اب تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ذکر یا میں ہی تھا اور میں ہی آج کے بعد میں ان یتیم بچوں کی کفالت اپنی فرصت اپنی زندگی کا عظیم مقصد سمجھوں گا۔
(صفۃ الصفوۃ ۵ ص ۳۶۳)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عبداللہ ابن الفرج سے موصل کے ایک نصرانی شخص کا سبق آموز واقعہ منقول ہے جو ابن کنیت ابو اسمٰعیل سے مشہور و معروف تھا، کافی رات گئے ایک مرتبہ اس کا گزر ایک عارف باللہ بزرگ کے گھر کے پاس سے ہوا جو تہجد کی نماز میں مشغول تھے، اس کے کان تک اس آیت کریمہ کے پڑھنے کی آواز آئی:
"وللہ من فی السمٰوٰت والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون" یہ سننا ہی تھا کہ ایک زوردار چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہو گئے صبح کو جب افاقہ ہوا تو فوراً بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو نے بھی چند ہی مہینے گزرے تھے کہ عید کے موقع پر لوگ عیدگاہ سے واپس ہو رہے تھے انہوں نے منبر میں کہیں دھواں اٹھتے دیکھا تو آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور فرمانے لگے لوگوں نے تو اپنے حقوق و فرائض بڑی حد تک ادا کر دئے ہیں بارگاہ ایزدی میں بڑی بڑی قربانیاں پیش کی ہیں، اے میرے خدا میرے محبوب کاش میں بھی اپنی جان تمہاری راہ میں ... یہ کہتے ہوئے بیہوش ہو گئے افاقہ ہوا تو پھر ... میں حاضری دی اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھا دیں اور یوں دعا گو ہوئے بار الٰہا تو میرے عزم و ولولے سے خوب بھی طرح واقف ہے اب میں اس تنگ و تاریک دنیا میں زیادہ دنوں زندہ نہیں رہ سکتا، زندگی دو بھر معلوم ہوتی ہے میرے محبوب ٹکٹکی میں اس قدر ... رہے گا اور اب بار بار بیہوشی کا دورہ پڑ رہا تھا جب پانی کا چھینٹا دیا جاتا تو چند لمحوں کے لئے افاقہ ہوتا لیکن یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک باقی نہ رہ سکا اور وہ دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے محبوب حقیقی سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جا ملے۔
(صفۃ الصفوۃ ۵ ص ۳۶۱)

مطالعہ و تحقیق

مستقیم ضیاء الحسن ندوی

# نسلِ نو کی قتل گاہیں

افریقہ میں اسلام کے خلاف عیسائی مشنریز کی سازش اور جس نوعیت کی جنگ میں مصروف ہیں اور جس منظم طریقہ سے وہ اسلام کی بیخ کنی پر تلے ہوئے ہیں اس پر روشنی ڈالنے کے لئے کم از کم ایک ایسی مختصر رپورٹ تیار کرنا ضروری ہے جس میں انتہائی عجیب مگر حقیقی اعداد و شمار پیش کئے جائیں جو کسی خیالی داستان یا افسانے کا ٹکڑا معلوم ہوں۔ مندرجہ ذیل خاکہ اسی مقصد کے تحت پیش خدمت ہے۔

۱۔ براعظم افریقہ میں مشنریوں کی تعداد سولہ ہزار تین سو اڑتیس (۱۶۳۳۸)

۲۔ ان کے ساتھ تعاون کرنے والے اور ان کے مستقل مددگار پچاس لاکھ (۵۰۰۰۰۰۰)

۳۔ کالج، یونیورسٹی اور اعلیٰ تعلیم اداروں کے علاوہ صرف چرچ کے ماتحت تبلیغی ادارے ۱۶ ہزار ۶ سو اکیس (۱۶۶۲۱)

۴۔ مشنریوں کی زیر نگرانی چھپنے والے تعلیمی ادارے پانچ سو (۵۰۰)

۵۔ پادری اور مبلغ تیار کرنے والے خاص مذہبی ادارے چار سو نو (۴۰۹)

۶۔ مشنریوں کے قائم کردہ بچوں کے نرسری اسکول جن کا مقصد معصوم بچوں کو والدین کی آغوش سے چھین لینا ہے ان کی تعداد ایک لاکھ ایک سو تیرہ (۱۰۰۱۱۳)

۷۔ جن مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت صرف عیسائی مشنری کر رہے ہیں ان کی تعداد ایک کروڑ ۵ لاکھ نو ہزار نو سو (۱۰۵۰۹۹۰۰)

۸۔ اس تصویر کو مکمل کرنے اور معلومات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ان شفا خانوں کا ذکر بھی ضروری ہے جو مشنری عطیات سے چل رہے ہیں اور جو صرف مفت دوائیں تقسیم کرتے ہیں بلکہ صلیب، انجیل اور اپنی خاص دواؤں کی کتابیں بھی ہر مریض کو تحفہ میں پیش کرتے ہیں، ایسے شفاخانے کی تعداد ایک ہزار دو سو چوبیس (۱۲۲۴) ہے۔

۹۔ اسلامی ممالک میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے پاپائے اعظم کا مخصوص فنڈ ۵۰ کروڑ ڈالر (۵۰۰۰۰۰۰۰۰)

۱۰۔ افریقہ میں امریکی و کناڈائی مشنریوں کے عطیات تیس لاکھ ڈالر (۳۰۰۰۰۰۰)

۱۱۔ فرانس اور انگریزی عطیات اکیس لاکھ ڈالر (۲۱۰۰۰۰۰)

۱۲۔ دوسری پروٹسٹنٹ تنظیموں کے عطیات دس لاکھ ڈالر (۱۰۰۰۰۰۰)

۱۳۔ ایشیائی اور ہندوستانی مشنری عطیات دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰)

اب تک جن تنظیموں اور مشنری اداروں کا ذکر کیا گیا وہ غیر سرکاری اور ذاتی طرز کے ادارے تھے، ان کی روشنی میں اس خطرہ کا آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے، دنیا کی عظیم حکومتیں تبلیغ مسیحیت پر صرف کر رہی ہیں لیکن مندرجہ بالا سے کچھ ذہنی سکون ملتا ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس دین کی حفاظت کے لئے ایک قادر مطلق موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمان مبلغین کی دعوت پر لبیک کہنے والے بیس فیصدی افریقیوں کے مقابلے میں عیسائی مشنریوں کی دعوت قبول کرنے والوں کی تعداد صرف دو فیصد ہے جب کہ مسلمانوں کے پاس مادی وسائل نہ ہونے کے برابر ہیں اور انھیں صرف خدا پر بھروسہ ہے اور ان کی اس کامیابی کا باعث صرف خلوص، قربانی اور اللہ کے راستہ میں مر مٹنے کا جذبہ ہے۔

اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ حکومت کویت کی اوقاف اور اسلامی امور کی وزارت نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اس پر مناسب توجہ دے رہی ہے، اس کا بدل یقیناً انہیں خدا کے یہاں ملے گا۔

امید ہے کہ ان تکلیف دہ اعداد و شمار اور تلخ حقائق کے اظہار سے ہمارا شعور بیدار ہوگا۔ ہمدردی اور احساس شکست ہمارے قریب بھی نہ بھٹکیں گے، اس لئے کہ مریض جب تکلیف کو محسوس کر لیتا ہے اور کسی حد تک اس کی تشخیص کر لیتا ہے تو یہ دراصل مرض کے خاتمہ کی طرف شفا کی راہ میں پہلا قدم ہوتا ہے۔

تنہا یہ اعداد و شمار عیسائی مشنریوں کی عالمی سرگرمیوں اور اس عظیم سامراجی خطرہ پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی نہیں ہیں، ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوگا کہ سوڈان میں جنوب و شمال کی کشمکش اور شام میں فرقہ وارانہ رجحانات کے پیچھے انہیں مشنریوں کا منحوس ہاتھ ہے، یہ ہر مسلم علاقہ کا اصل مرض ہیں اور ان کی تمام پریشانیوں کی جڑ ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ میں ان سارے حقائق کا ذکر کروں اور وہ تمام صحیح اعداد و شمار پیش کروں جن سے مرض کی سنگینی اور دوا کی کمیابی کا اندازہ ہو سکے۔

اردن بہادروں اور متحمل مزاجوں کا ملک، معاشی و آلام کے پہاڑ کے نیچے پس کچل کر زندگی گزار رہا ہے ۔۔۔ ملک میں پورے دو سو اسکول ایسے چل رہے ہیں جن کا صرف ایک مقصد اور اسی کے لئے وہ دن رات ایک کر رہے ہیں، وہ یہ کہ ایک ایسی نسل پروان چڑھے جس کے دل میں نہ عقیدہ کا احترام ہو نہ اپنے دین و فکر پر ایمان اور نہ اس کے وجود کا احساس۔ جب یہ بات معلوم ہے کہ اردن کی آبادی ابھی تک بیس لاکھ سے زائد نہیں ہے تو ہمیں اندازہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے کہ ذہن و فکر کو مسموم کرنے والے یہ شیطانی کارخانے معصوم دل و دماغ پر کیا اثرات ڈالیں گے اور ہماری بھولی بھالی نسل کس طرح ان قاتلوں کا شکار بنے گی ۔۔۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ محض خیالی باتیں ہوں بلکہ تو ایسے اعداد و شمار ہیں جو چیخ چیخ کر حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں، شاید ان کی آواز سے نیند کے ماتوں کی آنکھ کھل جائے اور اونگھنے والے اس بات سے ہوشیار ہو جائیں کہ اسلامی نسل کا المیہ ایک یا دو یا اس عیسائی مدرسوں ہی تک محدود نہیں ہے۔ اس المناک داستان کو بڑی طویل اور واضح سرخیاں درکار ہیں اور چند بہت مشہور و معروف نام زینت بنانے ہیں، یہ تو صرف ایک سوئی ہے جو کپڑے کے ہر کونے پر پھسلتی جاتی ہے، یکے بعد دیگرے کپڑے کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ کی طرف۔ عیسائی مدرسوں کے پھیلاؤ اور سوئی کی چھیڑ گیری میں فرق صرف اتنا ہے کہ اول الذکر کا نتیجہ باہمی افتراق و انتشار ہے اور مؤخر الذکر کے نتیجے میں ٹکڑے ٹکڑے جڑ کر ایک جامہ لطیف تیار ہو جاتا ہے۔

حقیقی اور واقعی بدنصیبی ان اجنبی نرسریوں اور بچوں کے مدرسوں میں پروان چڑھ رہی ہیں، جن کی پشت پناہی اپنے بھرپور مادی وسائل کے ساتھ عیسائی حکومتیں اور مشنریاں کر رہی ہیں، ان مشنریوں میں بعض افراد ایسے ہیں جو اپنی حرکت و عمل کے لحاظ سے پوری پوری جماعتوں پر بھاری ہیں وہ پوری تیاری اور جوش کے ساتھ اپنے شیطانی منصوبہ کو بروئے کار لا رہے ہیں۔

## غزل

از: [illegible] اکبرآبادی

باہر کی فضاؤں بھی شر انگیز بہت ہے / دروازہ دریچوں کو بند ہوا تیز بہت ہے

مانگے ہے دلِ سادہ کوئی پیکرِ تصویر / ور چہرۂ قاتل کہ دل آویز بہت ہے

ترسی ہے اسے مانگ کا سیندور نہ جانا / سنتی تو وطن کی مرے زرخیز بہت ہے

کیا دیکھئے زمانہ مرے شبیر کے منصف / مجرم کی کہانی الم انگیز بہت ہے

اس شخص کے رتبہ کو سمجھا نہیں [illegible] / پاؤں سے بھی اس شخص کو پرہیز بہت ہے

اس [illegible] دور میں ہر جائیگی مضطر
[illegible] مسیحا فسوں آمیز بہت ہے

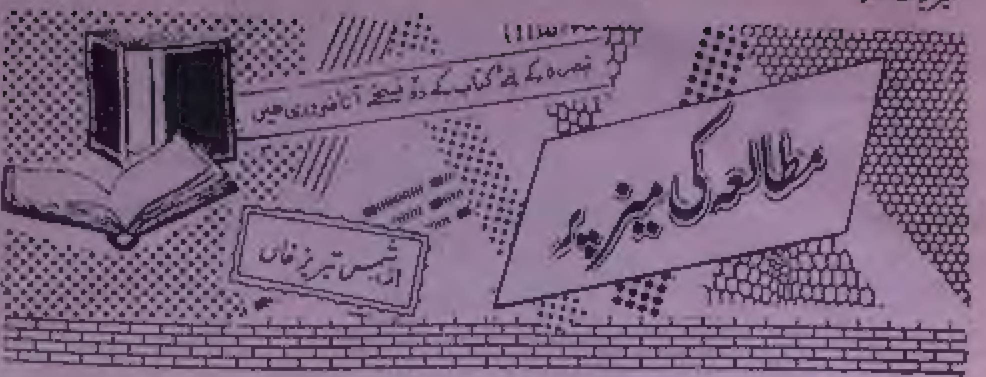


نام کتاب: جب ایمان کی بہار آئی، از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ۔ صفحات: ۲۸۰، دیدہ زیب کتابت و طباعت، قیمت: دس روپے۔ پتہ: مکتبہ فردوس، مکارم نگر، لکھنؤ ۳
یہ کتاب مجاہد کبیر حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے عظیم المرتبت رفقاء اور جماعت مجاہدین کے ایمان افروز اور روح پرور کارناموں کے ذکر جمیل پر مشتمل ہے۔
اس کتاب کی روداد یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۲ء میں مصنف مدظلہ نے ایمان و احیاء دین کی اس اثر انگیز تحریک و تاریخ کے چیدہ واقعات کو بکھرے بکھرے ادبی انداز میں عالم عربی میں متعارف کرنے کی غرض سے عربی میں لکھنا شروع کیا اور یہ مضامین مصر کے مشہور ماہنامہ "المسلمون" میں نکلے لیکن مصنف کی مشغولیت کے سبب یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ پھر یہ سلسلہ مکمل ہونے کے بعد سنہ ۱۹۷۰ء میں کتابی شکل میں "اذا هبت ريح الايمان" کے نام سے شائع ہوا اور کتاب عالم عربی میں اس قدر مقبول ہوئی کہ دو ہزار کا ایڈیشن چار مہینے کی مدت میں نکل گیا۔
حضرت سید صاحب کی سوانح حیات مولانا مدظلہ کے قلم سے تقریباً ایک ہزار صفحات اور مولانا غلام رسول مہر کے قلم سے دو ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس وسیع ذخیرے سے استفادہ عام قاری کے لئے آسان نہیں۔ اس ضرورت کے پیش نظر مولانا محمد الحسنی (مدیر البعث الاسلامی و مصنف تذکرہ مولانا محمد علی مونگیریؒ) نے مولانا علی میاں کی سیرت سید احمد شہیدؒ کو سامنے لاکر اس عربی کتاب کو اردو کا جامہ پہنا دیا۔ مترجم عربی کی طرح اردو میں بھی حسن انشاء کے مالک ہیں۔ اس لئے کتاب میں ادبی و سوانحی رنگ اور دلکشی و دلچسپی اول سے آخر تک برقرار رہتی ہے، اور اس طرح یہ کتاب اس تحریک جہاد کا ایک ادبی خاکہ اور سوانحی مرقع بن گئی ہے جس میں ہم حضرت سید صاحبؒ اور ان کے عالی مقام رفقاء و مجاہدین کے بلند حالات اور شوق انگیز واقعات کو پڑھتے ہی نہیں بلکہ گویا شاہد بھی بن جاتے ہیں۔

************************

نام کتاب: قیامت سے پہلے، از نوشاد انور نوشاد۔ صفحات: ۳۰۔ قیمت: ایک روپیہ
پتہ: ایم۔ ایس۔ اے اردو لائبریری ملکی محلہ، آرہ۔ بہار
اپنے موضوع پر تبلیغ میں نوجوان مصنف نے قیامت، جزاء و سزا، دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق قرآن و حدیث کی منتخب تصریحات جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ مصنف کو جزائے خیر دے اور رسالہ کو مقبول بنائے۔

************************

نام کتاب: مسائل رمضان (اردو) مؤلف: مولانا سید عبد الحیؒ ضخامت ۳۲ صفحات
قیمت: ۵۰ پیسے۔ شائع کردہ: جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ہیڈ ناظر باغ کانپور
یہ رسالہ سابق مہتمم علوی جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام کا ترتیب دیا ہوا ہے جس میں فضائل رمضان، رمضان کے روزے، نوافل، تراویح، اعتکاف، لیلۃ القدر وغیرہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے ساتھ ہی زکوٰۃ کا مفصل بیان، زکوٰۃ کس پر فرض ہے، زکوٰۃ کے مستحق کون لوگ ہیں، کن کن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے یہ تمام چیزیں تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔ آخر میں فضائل عید الفطر، صدقۂ فطر اور نماز عید الفطر کے مسائل بھی درج کئے گئے ہیں۔

************************

نام کتاب: تذکرہ علمائے اہلسنت، از مولانا محمود احمد قادری، صفحات ۴۲۲، قیمت ۲۰ روپے
پتہ: خانقاہ قادریہ اشرفیہ اسلام آباد مظفرپور، ضلع مظفرپور، بہار
افسوس کا مقام ہے کہ امت محمدیہ کو اس زمانے میں اتحاد و اخوت کی جتنی ضرورت ہے اتنی ہی وہ انتشار و اختلاف کا شکار ہوتی جارہی ہے اور وہ ذہنی عصبیتیں اور گروہ بندیاں سامنے آتی جاتی ہیں جنکے بارے میں حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا: "جو کچھ میں اور میرے صحابہ ہیں" (او کما قال)

مسلمانوں کے دو گروہ شیعہ اور سنی تھے اب سنیوں میں کئی تقسیمیں ہوگئی ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے عقیدت رکھنے والا طبقہ اپنے کو "اہل سنت" اور دوسروں کو وہابی کہتا ہے۔ یہ تذکرہ اہل سنت کے اسی گروہ سے تعلق رکھنے والے علماء کا تذکرہ ہے لیکن اس میں بڑی زیادتی اور بددیانتی یہ کی گئی ہے کہ وہ اکابر علماء و مشائخ جو ہمیشہ بدعت اور اوہام و رسوم کی آلودگیوں اور بدعتوں سے پاک رہا ہے انہیں بھی زبردستی اپنی صف میں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ اس کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کیا گیا ہے بھلا کوئی بتائے کہ آج کی چلی ہوئی اصطلاح "اہلسنت" میں یہ علماء و مشائخ کہاں سے آگئے؟ مولانا ابوالخیر دہلوی، شاہ آفاق دہلویؒ، مولانا عبد الحکیم مولانا فرنگی محلی، مولانا عنایت احمد کاکوروی، مولانا عبد الغنی مجددی، حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ، بحر العلومؒ، شاہ غلام علیؒ، مولانا آنگی مراد آبادیؒ، حضرت مرزا مظہر جان جاناں، ملا نظام الدینؒ اور صاحب رشید یہ وغیرہ۔
مؤلف کے سوچنے کا انداز کا پتہ اس عبارت سے چلتا ہے وہ لکھتے ہیں "مولوی عبد الشکور رحمان علی نے تذکرہ علمائے ہند اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے حدائق الحنفیہ میں مگر ان دونوں کتابوں میں علماء حق کے علاوہ فرقہ باطلہ کے علماء کے احوال بھی مذکور ہیں" (ص ۱۳) اس کے ساتھ ہی "نزہۃ الخواطر" پر بھی جانبداری کا الزام لگایا ہے۔
اس تذکرہ کی صرف یہی ایک خوبی کہی جاسکتی ہے کہ بریلوی مسلک سے قربت رکھنے والے علماء کے احوال حالات معلوم ہوجاتے ہیں۔ کتاب کے کمزور پہلو متعدد ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ حالات کا استیعاب نہیں کیا گیا ہے اور بیشتر و بیشتر ماخذ تک اختصار رکھا گیا ہے اس میں اخباروں پر بھی بھروسہ کر لیا گیا ہے اور جن کتابوں کا حوالہ ہے ان کے صفحات کی نشاندہی نہیں کی گئی ہے۔ القاب و آداب میں حسب دستور غلو اور مبالغہ سے کام لیا گیا ہے، حالات اس طرح لکھے گئے ہیں جن سے شخصیتوں کا امتیاز واضح نہیں ہوتا جو ایک تذکرہ کے لئے ضروری چیز ہوتی ہے۔
صفحہ ۶۶ پر مولانا فضل الرحمن صاحبؒ پر الزام لگایا گیا ہے کہ ان کی غفلت سے شاہ فاق صاحب کا مزار منہدم ہوگیا۔ مولانا عنایت احمد کاکوروی کے بارے میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۷۹ھ میں بذریعہ ہوائی جہاز حج و زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے، جہاز جدہ پہونچکر پہاڑ سے ٹکرا کر ڈوب گیا" (ص ۲۲۲) بھلا اس وقت ہوائی جہاز کہاں تھا؟ مفتی صاحب مرحوم تو بحری جہاز سے روانہ ہوئے تھے۔
صفحہ ۲۳۴ پر شاہ عبد العزیز صاحبؒ کے بیت سے تلامذہ کا نام چھوٹ گیا ہے اور ان کی تصانیف میں "بستان المحدثین" کا نام نہ لیا، سمجھ میں نہیں آیا۔
زبان و بیان کی غلطیاں بھی موجود ہیں اور شگفتگی کی جگہ (جو ایک تذکرے کے لئے ضروری ہے) خشکی اور کھنگی نے لے لی ہے۔ بہر حال معلومات کے لئے کتاب غنیمت کہی جاسکتی ہے۔

************************

نام کتاب: آبشار، از محوی صدیقی، صفحات ۱۵۶، قیمت: چار روپے
پتہ: مکتبہ دین و ادب ۱۰۔ لاٹوش روڈ۔ لکھنؤ
یہ جناب محوی صدیقی لکھنوی کے رباعیات کا مجموعہ ہے۔ محوی صدیقی صاحب کہنہ مشق و سنجیدہ شاعر تھے زبان و بیان کی کمزوریوں سے ان کا کلام عموماً پاک ہوتا تھا۔ یہ رباعیاں ٹھوس مفید موضوعات سے متعلق ہیں، مثلاً عبادت، وحدت، انسان، وعدہ، عاقبت، فرقہ پرستی، سرمایہ داری وغیرہ
رباعیات غنیمت ہیں مگر ان میں رباعیات کی برجستگی اور شگفتگی نہیں ملی۔ عام اردو خواں سے مفید اور کارآمد پائیں گے۔ شروع میں ارشد صاحب صدیقی کا اچھا سا مقدمہ ہے۔

************************

جادۂ اعتدال: از پروفیسر عبد المغنی صفحات ۲۲۶ قیمت: دس روپے
پتہ: کتاب منزل، سبزی باغ پٹنہ۔ ۴
اسلام پسند ناقدوں اور ادیبوں میں پروفیسر عبد المغنی صاحب کا نام اور کام محتاج تعارف نہیں۔ اس سے پہلے بھی ان کے متعدد مقالات کا ایک مجموعہ "نقطۂ نظر" کے نام سے شائع ہوکر مقبول ہوچکا ہے۔ وہ اردو و انگریزی دونوں میں ادبی و دینی مسائل پر برجستہ لکھتے ہیں اور کیف و کمیت دونوں لحاظ سے قابل ستائش ہوتا ہے۔

وہ "عصریت" کے دور میں ایک صحت مند تنقیدی فکر رکھتے ہیں اور ایک متعین جادۂ اعتدال پر گامزن ہیں۔ آج کے ادبی ماحول میں جب کہ التزام (Commitment) شجر ممنوعہ بن گیا ہے ان کا اسلامی اقدار کا دم بھرنا ایک بڑی بات ہے۔ وہ اپنے مقالات میں خیر اور صحت مند اقدار کو ہمیشہ برقرار رکھتے ہیں۔ وہ ان اقدار کا صرف نام لینا اور ڈھنڈورا پیٹنا یا دعوے کرنا نہیں بلکہ انہیں عملی طور پر برتنا اور انہیں ادبی پیرایہ بھی دینا جانتے ہیں۔ انہیں وہ فنی شعور و ادراک حاصل ہے جو ادب پاروں کی تہ تک پہونچتا اور ان کی صحیح قدر و قیمت متعین کر دیتا ہے اور بحران اور فنی انتشار کے اس دور میں ان کی تحریریں پڑھنے والوں کے لئے چراغ راہ اور سنگ میل ثابت ہوں گی۔ زیر نظر کتاب بھی ان کے تنقیدی مقالات کا مجموعہ ہے جس میں تقریباً تمام ہی اصناف سخن پر تبصرے کئے گئے ہیں۔ موضوعات کے تنوع اور افادیت کا اندازہ ان عنوانات سے ہو سکے گا۔

عظمت غالب کی حقیقی بنیاد، اقبال کی انسان دوستی، جدید ادبی مسائل، ڈرامہ اور تجربۂ جدید و قدیم کا فریب، اسلامی ادب، کلام اقبال کی اشاریت وغیرہ۔

ہمیں امید ہے کہ اردو دنیا میں یہ کتاب قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھی جائے گی اور صحیح اور صالح افکار کی ترویج و اشاعت میں ایک اہم رول ادا کرے گی۔

کتابت و طباعت کی طرف خاص توجہ کی ضرورت تھی تاکہ اس عروس جمیل کے شایان شان ملبوس ہوتا۔

(شمس تبریز خاں)

* * *

### ابن عبد الرشید ندوی

نام کتاب : کینسر وارڈ (ناول) مصنف : الیگزنڈر سولزے نٹسن۔ ضخامت : ۶۰۰ صفحات

قیمت : اٹھارہ روپے۔ ناشر : نیشنل اکیڈمی ۳۹ انصاری مارکیٹ دریا گنج دہلی

پیش نظر کتاب روس کے ممتاز و منفرد جری و بیباک ادیب الیگزنڈر سولزے نٹسن کی تخلیق ہے جس کو اردو کے دو ممتاز ترقی پسند ادیب، گوپال متل اور جلیس عابدی نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ اس کتاب میں چونکہ مصنف نے روس اور روسی حکمرانوں پر کھل کر تنقید کی ہے اور روس کے موجودہ سوشلزم، نظام کا پردہ چاک ہے اور بتایا ہے کہ سوشلزم کا اصل مقصد عوام کا استحصال اور ان کو انسانی شرف سے محروم کر دینا ہے۔ اسی لئے جب مصنف کو اس کتاب کا ادب کا نوبل پرائز دیئے کا اعلان ہوا تو روسی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ سولزے نٹسن جب انعام لینے ملک سے باہر جائے تو پھر اس کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ مصنف کو جب بعض ذرائع سے یہ خبر مل گئی اور اس نے اپنے وطن کی خاطر نوبل پرائز چھوڑ دیا۔ لیکن پھر کچھ عرصہ کے بعد حکومت روس نے اسے جلا وطن کر دیا۔

یہ کتاب ایک اسپتال کے کینسر وارڈ کے حالات اور اس سے متعلق افراد کے مشاہدات و محسوسات اور خیالات پر مشتمل ہے جہاں خود مصنف کینسر کا مریض ہو کر کچھ عرصہ تک وہاں مقیم رہا ہے۔ یہ کتاب تلخ حقیقتوں اور ٹھوس صداقتوں کا ایک دستاویز مجموعہ ہے جو روسی نظام اور روسی حکومت کے گھناؤنے چہرہ کی نقاب کشائی کرتا ہے۔ سوشلزم کے حامیوں پر چوٹ کرتا اور بے انصافیوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش رہنے والوں کو جرأت و ہمت، بہادری و شجاعت کا درس دیتا ہے۔ روسی ادب کے دلدادہ حضرات اور ترقی پسند ادب کے جویا حضرات کے لئے یہ کتاب ایک بہترین تحفہ ہے۔

* * *

نام کتاب : مقالات شریعت و حکمت۔ مؤلف : مولانا حکیم محمد زماں حسینی قاسمی

ضخامت : ۸۰ صفحات۔ قیمت ۵۰-۱

ناشر : محمد عرفان علوی مہتمم قاسمی دواخانہ ۸۰ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

زیر نظر کتاب اسلامی و مذہبی مقالوں پر مشتمل ہے۔ پہلے مقالہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اوصاف۔ سیرت و علم و عمل کا تعارف کرایا گیا ہے۔ دوسرا مقالہ "اسلام میں تندرستی کی اہمیت" پر ہے۔ تیسرا مقالہ "اسلامی معاشرہ میں نکاح و طلاق کی حیثیت" ہے۔ چوتھا مقالہ "اسلامی تہذیب کا نمونہ عہد مغلیہ ہے" پانچویں مقالہ میں شب برات کی اہمیت اور اس میں روشنی کرنے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتواں مقالہ میں "مسلمانوں کے تنزل کے اسباب" بیان کئے گئے ہیں۔ مشہور مقالہ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب "تفہیمات الٰہیہ" کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ نواں مقالہ "حج کی اہمیت" پر ہے۔ دسویں مقالہ میں بتایا گیا ہے کہ جسم انسانی بہ کثرت بیماریوں کی پیدائش کس طرح ہو سکتی ہے؟ امید ہے کہ عوام اور عام مسلمان اس رسالہ سے بخوبی استفادہ کر سکیں گے۔

* * *

نام کتاب : مسائل رمضان ہندی۔ ضخامت : ۸ صفحات

شائع کردہ : جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ۹/۵۵ ناظر باغ۔ کانپور ۔

اس مختصر سے کتابچہ میں رمضان کے مسائل و فضائل بیان کئے گئے ہیں اور تراویح و اعتکاف پر بھی قدرے روشنی ڈالی گئی ہے۔ سب سے آخر میں فضائل عید الفطر، صدقۂ عید الفطر اور نماز کی ترکیب کا بیان ہے۔ ہندی خواں حضرات کے لئے بہترین کارآمد رسالہ ہے۔ شائقین حضرات ۲۵ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیجکر مفت طلب کر سکتے ہیں۔ تاجر حضرات جمعیۃ سے خط و کتابت کریں۔ یہ کتابچہ اردو میں بھی دستیاب ہے۔

* * *

نام کتاب : کتاب الصلوٰۃ (انگریزی) ۔ مؤلف : محی الدین بی۔ اے

ضخامت : ۴۰ صفحات ۔ قیمت : ۵۰-۱

ناشر : جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ۹/۵۵ ناظر باغ، کانپور ۔

پیش نظر کتاب میں غسل، وضو، فرائض و واجبات، سنن و نوافل، جمعہ، تراویح اور نماز عیدین کا مفصل ذکر ہے۔ آخر میں نماز جنازہ پڑھنے کا طریقہ اور اس کی تمام دعائیں عربی متن کے ساتھ ساتھ عربی رسم الخط میں بھی درج کی گئی ہیں۔ جو حضرات صرف انگریزی زبان سے واقف ہیں ان کے لئے ایک بہت ہی کارآمد رسالہ ہے۔ یہ کتاب ہندی زبان میں بھی دستیاب ہے۔

## مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی کتاب

# "ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں" پر

## مشہور نومسلم مصنفہ مریم جمیلہ کا تبصرہ

● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ● ●

آپ کی جو کتابیں مجھے موصول ہوئی ہیں انہیں (ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں) کا انگریزی ایڈیشن (جس میں مذہبی رجحانات رکھنے والے ہندوستانی مسلمانوں کی عکاسی کی گئی ہے) نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ پاکستانی مسلمانوں پر بھی پوری طرح صادق آتا ہے۔ یہ بہت دلچسپ، معلومات افزا اور میرے تجربہ کے عین مطابق ہے جو مجھے یہاں لاہور میں اپنے شوہر کے گھر پر پیش آتے رہتے ہیں۔ جیسا آپ نے بہت خوبی اور متانت کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جہاں تک شادی بیاہ کی تقریبات کا تعلق ہے پاکستانی رسم و رواج سنت و شریعت کے قطعی منافی ہیں۔ ہند و پاکستان کے مسلمانوں کی شادی کی تقریبات میرے لئے ذاتی طور پر بہت تکلیف دہ اور قابل اعتراض ہیں۔ ان میں بیجا نام و نمود کی نمائش اور بے حد شور و غل جس میں نہ صرف (قابل ہمارے ہندوؤں کے) بینڈ باجے بلکہ آتشبازی اور لاؤڈ اسپیکر پر انتہائی فحش فلمی گانے شامل ہوتے ہیں جو عام طور پر چار یا پانچ دنوں تک تمام دن اور آدھی رات تک پوری زور و شور سے فحش نمائش کرتے رہتے ہیں۔ محلے کے تمام لوگ اور خاص طور پر بیمار اس بیہودہ رسم کی وجہ سے ذہنی کرب کا شکار ہوتے ہیں۔ اب تو یہ ان تقریبات کا ایک ایسا جزو بن گیا ہے کہ شادی کی کوئی تقریب اس کے بغیر مکمل نہیں سمجھی جاتی۔ ہند و پاک کے مسلمانوں کے علاوہ دنیا میں اور کہیں اس طرح بے تکی نمائش کرنے کا رواج نہیں ہے۔ غالباً اس کتاب کے اگلے ایڈیشن میں آپ اس کا ذکر کرنا پسند کریں گے۔

یہی حال تیوہاروں کا ہے۔ میرے لئے یہاں کے مذہبی تیوہاروں میں کوئی جاذبیت نہیں ہے کیونکہ وہ اب روز بروز محض بیہودہ، خود غرضی اور تجارتی ہوتے جا رہے ہیں اس میں دونوں عیدیں بھی شامل ہیں جو اب فضول خرچی اور سینما بینی کا مظہر بنتی جا رہی ہیں۔ اس موقع پر خاندان کے تمام بچے اور نوجوان خواتین میلوں ٹھیلوں کا راستہ لیتی ہیں۔ جیسے ہی کوئی تہوار آیا پایا جاتا ہے اور اس دن گھر میں کھانا تک نہیں پکتا جس کی وجہ سے گھر خالی اور خاندان کے ضعیف افراد بھوکے پڑے رہتے ہیں۔ عید منانے کا یہ مغربی طریقہ ہے مگر اب تو یہ کہا جاتا ہے کہ عید تو بچوں اور نوجوانوں کے لئے ہے نہ کہ بڑے بوڑھوں کے لئے۔ کیا آپ کا بھی یہی تجربہ ہے؟

بہر حال مسلمانان (ہندوستانی مسلمان) اور اپنا ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں کتنی ہی مفید اور معلومات سے پر ہیں مگر میرے خیال میں سیرت آف اسلامک اسپرٹ (تاریخ دعوت و عزیمت) آپ کی تمام دوسری تصانیف پر فوقیت رکھتی ہے۔

# "کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ"

## سنہ ۱۹۴۱ء

"شروع اگست میں مولانا محمد عمران خاں صاحب ندوی انچارج مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء کی دعوت پر جناب چودھری خلیق الزماں صاحب دار العلوم تشریف لائے۔ اس تقریب میں نواب حسین جعفری صاحب، مولوی صباح الدین صاحب رفیق دار المصنفین اور دار العلوم کے کچھ اساتذہ بھی شریک تھے، تقریباً تین گھنٹے بڑی دلچسپ اور پُر لطف مجلس رہی مختلف سیاسی اور علمی مسائل پر تبادلۂ خیالات ہوا، مسلم لیگ کے نصب العین، مقاصد کار اور لائحہ عمل کے متعلق کافی گفتگو رہی، اسی سلسلے میں پاکستان کے نظریہ اور اس کے حل خاکہ پر بھی خاص بحث رہی، چودھری صاحب نے اس بارہ میں تفصیل سے اپنے خیالات ظاہر کئے اور فرمایا کہ واقعات و حقائق کی روشنی میں ہندوستان کی فرقہ وارانہ کشاکش کا اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ہے۔" (ماہنامہ "الندوہ" اگست سنہ ۱۹۴۱ء)

---

## سنہ ۱۹۵۵ء

"ایک معزز شخصیت ہندوستان میں ڈاکٹر سید محمود کی ابھی باقی ہے، جو علی گڑھ میں غالباً دو ایک برس مجھ سے سینئر تھے، طالب علمی کی زندگی کے بعد خلافت و کانگریس دور میں ان سے میرے بہت قریبی تعلقات ہو گئے تھے اور ایک آدھ بار وہ میرے گھر مہمان بھی رہے، پاکستانی دور سیاست میں ہمارا ان کا راستہ الگ الگ ہو گیا۔ پھر بھی ان سے میری کبھی کوئی ذاتی مخالفت یا مخاصمت نہیں گو ملنا جلنا شاذ و نادر ہی ہوا۔

ایک بار پاکستان بننے کے بعد سنہ ۱۹۵۵ء میں وہ پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ بنڈونگ کانفرنس میں شرکت کے لئے جکارتا (انڈونیشیا) آئے جس زمانہ میں میں وہاں پاکستان کا سفیر تھا کچھ اتفاق ایسا ہوا کہ میری ان کی کوئی گفتگو نہ ہو سکی، تاہم کہ ان کی ایک رات روانگی سے پہلے ایک استقبالیہ میں وہ میرے پاس خالی جگہ پا کر بیٹھ گئے اور مجھ سے کہا کہ خلیق! راجہ محمود آباد کے روٹھنے اور تمہارے، مارے نے پاکستان بنوا دیا، مگر خوب تو مان لو کہ تم نے پاکستان بنوا کر سخت غلطی کی۔ میں نے کہا، محمود! تم اب تک احمقوں کی دنیا میں بسائے ہوئے ہو، میں کچھ کہنے ہی پایا تھا کہ کچھ اور لوگ قریب آگئے اور ہماری گفتگو ختم ہو گئی۔"

(چودھری خلیق الزماں، کتاب "شاہراہِ پاکستان" صفحہ ۔)

---

## سنہ ۱۹۷۲ء

"حجاز مقدس میں پاکستان کے دوستوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ اب وہاں ان سب لوگوں کو جنہیں کچھ بھی اور حقیقت پسند لاہے، خاص کر مہاجرین کو (جو پاکستان کے اصل بانی تھے) یہ احساس ہوتے لگا ہے کہ ملک کی تقسیم مسلمانوں کے لئے مضر ہوئی اور ہم نے تقسیم کی تائید کر کے بہت بڑی غلطی کی، اس سلسلہ میں انہوں نے چودھری خلیق الزماں صاحب کا نام بھی لیا اور بتایا کہ ان کا ایک بیان اسی طرح کا روزنامہ "جنگ" میں اور اس سے نقل ہو کر دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا، مجھے چودھری صاحب کے بارے میں یہ سن کر حیرت ہوئی اور میں نے اپنے ان دوست سے کہا کہ آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی، چودھری صاحب کو میں جانتا ہوں ان کی وہ کتاب (شاہراہِ پاکستان) بھی دیکھی ہے جس میں انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ دکھایا ہے کہ پاکستان کے اصل بانی وہی ہیں۔ [illegible] میں نے اپنے خیال کے مطابق اس پر اصرار کیا کہ یہ بات بہت بعید از قیاس ہے کہ چودھری صاحب نے اس طرح کا کوئی بیان دیا ہو۔ [illegible]

[illegible]"

(ماہنامہ [illegible])

# ندائے ندوہ

[illegible]

ہند! تو کر فخر، تیرا بخت بھی بیدار ہے
تیری پیشانی ضیائے حق سے پُر انوار ہے

شوکتِ اسلام کا تجھ میں بڑا مینار ہے
تو عرب سے دور، پر اس کا علمبردار ہے

ملتِ اسلام کا مضبوط گہوارہ ہے تو
عالمِ اسلام کا اک حسین نظارہ ہے تو

وہ ہمالہ، جیسے گردوں سا دکھاتا ہے یہاں
گنگا و جمنا میں جیسے سیل آتا ہے یہاں

آگرہ میں تاج جیسے جگمگاتا ہے یہاں
اور قطب مینار جیسے سر اٹھاتا ہے یہاں

یونہی رکھتی ہے نشانِ حق زمینِ لکھنؤ
نور سے رخشندہ تر جس سے جبینِ لکھنؤ

ہمنشیں! نواب و سلطاں کا نہیں قلعہ ہے یہ
بوریہ والوں کی علم و فن کی اک کٹیا ہے یہ

لکھنؤ کا جگمگاتا ندوۃ العلماء ہے یہ
ہند میں اسلام کا اک قصرِ الحمراء ہے یہ

گومتی کے عین ساحل کے قریب آباد ہے
جیسے کوئی جامعہ، دجلہ ہے اور بغداد ہے

اٹھے اس دانشکدہ سے کتنے حکمت کے ستون
کر گئے جو اس کی خاطر اک پسینہ اور خون

شبلیؔ مرحوم، وہ عبارت کے ابن خلدون
محترم سید سلیمانؒ ماہرِ جملہ فنون

اور بھی کچھ اسکی پیشانی کا خط نکلا جلی
عالمِ اسلام پر جب چھائے مولانا علی

چھا گئے پر جب کہ تھا غفلوں کا دورِ پُر جلال
ملتِ اسلامیہ اسوقت تھی بالکل نڈھال

مکرِ افرنگی کا جس دم بچھ گیا ہر سمت جال
وارثانِ علمِ نبوی نے دکھایا تب کمال

انکے دم سے دیں کے قلعے جا بجا قائم ہوئے
دیوبند و ندوہ و رحمانیہ قائم ہوئے

بالخصوص ان سب میں ندوے کو رہا امتیاز
کالجوں کے سٹروں کو کر گیا بہر نماز

اور بنایا مولوی کو وقت کا دانائے راز
ہو گیا جدت قدامت میں بہم راز و نیاز

لکھنؤ کو کر گیا مسرور اک نورِ سحر گہ
شانِ حق دیکھو گئی سوئے حرم آواز دیہ

جب مؤرخ ہند پر اپنا اٹھائے گا قلم
اسکی تاریخ عظیم الشاں کرے گا جب رقم

ندوۃ العلماء کے بارے میں وہ کھائے گا قسم
ہند کے دار العلوم کا اس کو لکھے گا حرم

ہند کی سرحد کا جیسے ہے ہمالہ پاسباں
یونہی ندوہ بھی ہے ذاکر دیں کا اعلیٰ پاسباں

# جزیرہ کریٹ پر اسلام کی شعاعیں

از: محمد طفیل خان ندوی

اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی کلچر و ثقافت کا اثر صرف عرب جزیرہ والا پر ہی نہیں بلکہ اسکے علاوہ دوسرے جزیروں پر بھی پڑا یہی وجہ ہے کہ اسلام کی ضیا پاشی کرنیں اور اس کی تابناک شعاعیں بحر روم پر بھی پڑیں جب اسکندریہ کا علاقہ آیا اور مسلمانوں کا اس پر قبضہ ہو گیا تو مصر اور بحر روم کے ساحلی علاقے، شام، فلسطین اور شمالی افریقہ پر بھی اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ یہ علاقے جو مسلمانوں کے اندرونی کا نیا نظم و شعور پیدا ہوا جو فطرت انسانی سے ہم آہنگ تھا اس کا تقاضا تھا کہ مسلمان ہیں اور تمام دنیا کے مالک کے نائب کی حیثیت سے اس کا پیغام روئے زمین پر پھیلانے کے لئے آئے ہیں۔ ہمارے لئے نہ تو پہاڑوں کی سر بلندی کوئی چیز ہے اور نہ سمندروں کا بے پناہ پھیلاؤ ــــ ہر خدا کے بیابان جدا کی تمام زمین ہماری ہے یہاں بھی اللہ کا پیغام پھیلانا ہے اور یہاں سے باہر بھی ہر ملک میں جو دہشتناک اللہ کا پیغام لوگوں کے دلوں تک پہنچانا ہے۔

برطانیہ کی سلطنت کے ملک ... کی خدمات

جب مسلمانوں کے ہاتھوں میں جہاں ان علاقوں کی باگ ڈور آئی وہیں ان پر یہ مقدس ذمہ داری بھی عائد ہو گئی کہ وہ ان علاقوں کی تعمیر اسلامی اقدار اور اسلامی اصولوں کی بنیاد پر کریں بحر روم کے ساحلی بری علاقوں پر قابض ہونے کے بعد یہ فکر بھی دامنگیر ہوئی کہ بری علاقوں کی زمام اقتدار بھی ان کے ہاتھ میں آ جانے میں سے اسلامی سلطنت اور اسلامی علاقے کی قوت زیادہ مضبوط ہو گئی سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ بحری علاقوں پر اس وقت بیزنطی قابض تھے۔ ان کی ہر کوششوں کے باوجود ان کو مقصد میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شام کے گورنر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے آپ سے درخواست کی کہ جزیرہ قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت دیں۔ وہ اس سلسلے میں حضرت عمرو بن العاص والی مصر سے بھی مشورہ کر چکے تھے عمرو بن العاص نے ... مسلمانوں کو ... کہ

بری سلطنت چاہی تو انہوں نے پورے حالات سے مطلع کیا اور بتلایا کہ ہم بحری جنگ کے فن سے ناواقف ہیں ان حالات کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ کو جزیرہ قبرص پر چڑھائی کرنے کی اجازت نہیں دی۔ لیکن اس کے بعد عربوں کو بحری خطرات کا احساس ۲۵ھ میں ہوا جب بیزنطی بیڑے نے مصر کے ساحلی علاقوں پر حملہ کیا اس وقت اسکندریہ مصر کی جانب سے دفاع کر سکتا تھا کیونکہ مصر کے قریب یہ واقع ہے مگر مسلمانوں کو جنگ کرنے اور بیزنطیوں کو اس ملک سے نکالنے کی قوت تھی کیونکہ ان میں ایمان و عمل کی قوت اور عزم و یقین کا بھرپور جذبہ تھا۔ ایسے حالات میں انہوں نے غور و فکر کیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ ہر محاذ پر کامیاب ہو سکتے ہیں اور بحری علاقوں پر آسانی سے قبضہ ہو سکتا ہے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر اس کا مطالبہ کیا کہ اسلامی بحری بیڑے تیار کئے جائیں اور جنگ کرنے کے لئے مسلمانوں کو ٹریننگ دی جائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصلحت کے پیش نظر اس کی اجازت دے دی پھر یہ تحریک آہستہ آہستہ اسلامی ملکوں میں پھیلتی شروع ہو گئی اور بحری بیڑے بنانے اور عربوں کو بحری جنگ کرنے کے لئے ٹریننگ دینے کا رواج ہو گیا ہی وہ محرکات و عوامل ہیں جن کی بنا پر اسلامی ثقافت و کلچر کا اثر دنیا کے بحر پر گہرا پڑا۔ ــــ

جزیرہ قبرص کی فتح میں اسلامی بحری بیڑے کا کافی دخل ہے اس فتح کے بعد شام کے ساحلی علاقے بیزنطیوں کے حملے سے محفوظ ہو گئے یہ بحری فتوحات کے سلسلہ کی ایک سنہری کڑی تھی۔ اب عرب جانباز جاہتے تھے کہ اپنی سلطنت کا تحفظ کر سکیں کہ وہ مصر اور شمالی افریقہ کے علاقوں کی حفاظت کریں۔ اس سلسلہ میں ان علاقوں کے جزیروں پر چڑھائی کرنے کے لئے فوجی تدابیر اور منصوبے تیار کئے گئے۔

یہ ایک تاریخی عظیم اور تاریخی داستان ہے جس اسلامی کروم کے عظیم ... کا ... ہے جہاں وہ ہے جزیرہ کریٹ کو فتح

کرکے اس کے باشندوں کو اللہ کا پیغام سنایا جس کی تعمیر و ترقی میں جان و مال کی بازی لگائی جس کی بادشاہت میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو صرف کیا جس کی آبیاری کے لئے اپنے خون کے قطرے بہائے جن کی قربانی اور شہادت کے تابندہ نقوش آج بھی نظر آ رہے ہیں۔

وہ ایسی جانباز قوم تھی جس نے بڑے سے بڑے فرمانرواؤں، بادشاہوں شہنشاہوں کے غرور و انانیت کو خاک میں ملا دیا۔ یہ بھی ان کی ایمانی قوت و عقیدے کی پختگی کی دین تھی اس کے علاوہ اس کا سب سے بڑا محرک یہ تھا کہ ان کے اندر دور اندیشی، فداکاری کی پختگی اور خدا کے راستے میں جان و مال کی قربانی کا بے پایاں جذبہ موجود تھا۔ تاریخی حیثیت سے اس جزیرہ کے حالات کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کی تیاریاں۔
۲۔ مکمل فتح اور مسلمانوں کا مدت قیام۔
۳۔ غلبہ کی اہمیت
۴۔ اسلامی ثقافت و تہذیب
۵۔ اسلامی ثقافت کا خاتمہ اور مسلمانوں کا اخراج۔

## (۱) جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کی تیاریاں

جزیرہ کریٹ بحر روم کے جزیرہ قبرص اور جزیرہ سسلی کے درمیان واقع ہے ــــ جزیرہ کریٹ مصر کی جانب سے دفاع کر سکتا ہے کیونکہ اسکندریہ سے بالکل ملا ہوا ہے جیسا کہ علامہ ابن خلدون نے لکھا ہے: "جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزیرہ قبرص اور جزیرہ سسلی کے درمیان واقع ہے اور اسکندریہ سے ملا جلا ہے۔"

ولید بن عبد الملک کے دور حکومت میں مسلمانوں نے بحر روم کے جزیروں پر حملہ کرنا چاہا اور اس کی اجازت مل گئی تو جنادہ ایک جانباز اور بہادر مسلمان سپہ سالار کی ... میں ایک عظیم لشکر بحر روم میں داخل ہوا اور جزیرہ کریٹ پر حملہ کرنے کے بعد ... کو فتح

کر لیا۔ اس سے قریب ہی بیزنطیوں کا ... تھی جس کے بعض علاقے بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے لیکن پورے جزیرے پر قبضہ نہ ہو سکا ایک تو وسائل و ذرائع کی کمی اور دوسرے پر خطر راستوں کی عدم واقفیت بھی لیکن اس کے بعد بھی وہ مایوس نہ ہوئے بلکہ وہ ایسے وقت کا انتظار کرتے رہے جس سے ان کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔ ان کے سامنے بلند مقاصد تھے، بلند عزائم، بلند تخیلات تھے۔ وہ انسانیت کی خدمت اور اللہ کے بندوں کو سکھ چین اور امن و شانتی دینے کے لئے خدا و رسول ﷺ کا پیغام عام کرنا چاہتے تھے۔

جب ہارون رشید کا دور آیا جس کی سلطنت کی وسعت اور پھیلاؤ دوسرے خلفاء کی بہ نسبت زیادہ تھا جس کے عہد زریں میں اسلام کا جھنڈا اکثر علاقوں پر لہرانے لگا تھا تو حمید بن معیوق الہمدانی کی قیادت میں مجاہدین کی ایک جماعت نے بعض علاقوں کو فتح کر لیا۔ حمید بن معیوق الہمدانی کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو بحر روم کا بیڑا لگایا تھا لیکن اس کی یہ فتح وقتی طور پر تھی کیونکہ اسلامی بحری بیڑہ جہاں سے آیا تھا وہاں واپس ہو گیا۔ جزیرہ کریٹ میں مسلمانوں کا قیام کب تک رہا اور اسلامی تہذیب کا اثر یہاں کتنا پڑا اس سلسلے میں بہت ہی کم معلوم ہوا ہے کہ اس دور کے بارے میں تاریخ کی کتابوں میں بہت کم روشنی ملتی ہے۔

## ۲۔ مکمل فتح اور مسلمانوں کا قیام!

ابھی ہجرت کی پہلی صدی بھی نہیں گذری تھی کہ بحر روم میں جنگ سے انقلابات رونما ہوئے جس کی وجہ سے کے علاقوں میں کافی حد تک اس کا اثر مسلمانوں کی کوشش سے بحری بیڑے قریب قریب تیار ہو گئے اور بیزنطی اس سے نکل رہے تھے۔ اسلامی بحری بیڑے میں مصر، شام، شمالی افریقہ اور اندلس کے بیڑے بھی شامل ہو گئے۔ جزیرہ کریٹ کی فتح اور اس میں مسلمانوں کے قیام کی داستان بہت ہی عجیب اور غریب ہے اسلامی تاریخ کی ... میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اندلس میں حکم ... کا دور حکومت ... میں ... جزیرہ کے ... حکومت کا ... جو ملک میں ... جاتا ہے اور ... شمار ...

کا قلع قمع کر دیا جاتا ہے، اسی کے نتیجہ میں ان اندلسیوں کو وطن سے نکالا گیا، ان کے گھروں کو مسمار کیا گیا، مجبوراً یہ لوگ اندلس کو چھوڑ کر مغربی ملکوں کی طرف جانے لگے۔ کچھ لوگوں نے مصر میں پناہ لیا، ایسے لوگوں کی تعداد بچوں اور عورتوں کے علاوہ تقریباً ۱۵ ہزار تھی، مصر میں آسانی سے ان کو پناہ مل گئی، اکثر لوگوں نے اسکندریہ کو اپنا مستقر بنایا۔ مصر میں ان کا قیام تاریخ کی کتابوں کے مطابق ۱۰ سال تک رہا۔

ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ مصر میں بھی انقلاب آیا جس میں اندلس کے باشندے بھی شامل تھے تو خلیفہ مامون نے اپنے معتمد مشہور سپہ سالار عبد اللہ بن طاہر کو اس بغاوت پر کچلنے کا حکم دیا تو عبد اللہ بن طاہر نے اندلس کے پناہ گزینوں سے کہا کہ بحری بیڑے تیار کرو اور ان کے لئے ہر قسم کے اسلحے اور اس سلسلہ میں ہر قسم کی امداد فراہم کی گئی تو یہ جانباز ذوق جہاد کے لئے تیار ہو گئے اور جزیرہ کریٹ کو فتح کرنے کا عزم کر لیا، پہلی قوم تھی جس نے بیزنطینی حکومت کی کمزوری کا پردہ چاک کیا تھا اور اسلامی بحری بیڑے کی برتری بیزنطینی بیڑے پر ظاہر کر دی۔

دس ہزار مجاہدین کا یہ مختصر قافلہ ۴۰ کشتیوں پر سوار ہو کر اسکندریہ کے سمندر کو چیرتا ہوا روانہ ہوا جس کے دلوں میں تمناؤں اور آرزوؤں کی ایک نئی دنیا تھی جس کو ذاتی مفاد سے کوئی وابستگی نہیں تھی جس کو صرف خدا اور رسول کا خوف تھا۔ جو اسلام کا پیغام عام کرنا چاہتا تھا۔

یہ مبارک مہم ایک بہادر اور جانباز سپہ سالار ابو حفص عیسیٰ اندلسی (جو قرطبی، بلوطی کے نام سے مشہور ہے) [illegible] بیزنطینیوں کے قول کے مطابق ان کا [illegible] تھا [illegible] کی قیادت میں ہوا۔ جب یہ قافلہ جزیرہ کریٹ کے ساحل پر پہنچا تو اپنی کشتیوں کو [illegible] نذر آتش کر کے اس جزیرہ پر حملہ کر دیا، بیزنطینیوں کے جتنے حامی تھے وہ سب کے سب [illegible] کھڑے ہونے نہ پائے تھے کہ آسانی سے جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا اور ابھی [illegible] تھا کہ اس جزیرہ کے کونہ کونہ میں [illegible] گونجنے لگیں اور ہر طرف اسلام کا [illegible]

[illegible]

جہاد کے لئے ایسے سرزمین میں آئے ہو جس میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں، یہ زمین تمہاری زمین ہے اسی میں آرام کرو اور اپنے وطن لوٹنے کا خواب نہ دیکھو۔"

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ "اسی وقت مسلمان بحر روم کے تمام علاقوں پر قابض ہو گئے تھے اسی میں ان کی حکومت اور سلطنت کی دھاک بیٹھ گئی تھی خاص کر کے جزیرہ کریٹ، سسلی، قبرص اور اس کے علاوہ دوسرے جزیروں میں تو ان کا طوطی بولنے لگا تھا۔

**(۱) غلبہ کی اہمیت:** وقت گزرتا گیا حالات میں تبدیلی ہوتی رہی مسلمان اس جزیرہ پر حکومت کرتے رہے اب اس کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی تھی اس لئے جزیرہ کو زیر نگیں کرنے کے لئے بیزنطینی ہاتھ پیر مارنے لگے۔ اس سلسلہ میں ہمیشہ وہ تیار رہتے۔ دس سال کے اندر اندر انہوں نے چار حملے کئے لیکن شکست کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ اور ان کی ہر سازش کو ناکام بنا دیا لیکن اس کے باوجود پھر دوبارہ بحری بیڑہ تیار کر کے بیزنطینی کے فرمانروا نے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں بھی اس کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی قوت و طاقت کو دوبارہ جمع کیا اور بیزنطینی شہنشاہیت کا خاتمہ کر دینے کا تہیہ کر لیا مسلمانوں نے بیزنطینیوں کے دوسرے مشہور شہر پر حملہ کر دیا اور اس میں مسلمان کامیاب ہوئے، اس شہر کے باشندوں کو جن کی تعداد تقریباً ۲۰ ہزار تھی قید کر لئے گئے جب معتصم کا دور آیا اور بیزنطینیوں نے مسلمانوں پر ظلم ڈھانے کے لئے حملہ کرنے کی کوشش کی تو اس نے جزیرہ کریٹ کے مسلمانوں کی مدد کے لئے ایک بحری بیڑہ روانہ کیا جس میں ۲۰ کشتیاں تھیں لیکن سوء اتفاق کہ سمندر میں زبردست طوفان سے سابقہ پڑا جس سے سات کشتیوں کے علاوہ اور باقی نہ بچیں۔ یہ باقی سات کشتیاں مسلمانوں کی مدد کے لئے پہنچ سکی تھیں لیکن سنہ ۹۰۲ء میں بیزنطینیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں بعض مقام پر کامیابی حاصل ہوئی جس سے جزیرہ کے مسلمانوں کی ساکھ کچھ کم ہو گئی اور مزید کشمکش کا سلسلہ [illegible] تک جاری رہا، لیکن مسلمان برابر خدا پر بھروسہ کر کے [illegible] جس سے ان کو کامیابی حاصل ہوتی رہی۔

**(۲) اسلامی ثقافت و تہذیب:**

اس جزیرہ پر مسلمانوں کے قبضہ ہونے کے بعد ایک [illegible] بنائی گئی [illegible]

طرف خندقیں کھدوائیں جنہیں مغرب والے اس راجدھانی کو خانداکس یا کانڈیا کے نام سے موسوم کرتے ہیں صرف راجدھانی بنا کر بیٹھ نہیں گئے بلکہ اس کی تعمیر و ترقی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے کیونکہ وہ ایک مہذب و متمدن قوم تھی جس نے اندلس میں بھی تعمیر و ترقی کے مشہور یادگار چھوڑے اور مصر میں بھی۔ جس نے جزیرہ کریٹ میں وہ خوبصورت اور مشہور [illegible] بنائے جس کی شاندار اور فلک بوس عمارتیں مشہور رہیں، ان عمارتوں میں قرآن کے آیات بھی نقش تھے جس سے ان کی فن تعمیر و ترقی اور دلچسپی اور ذوق سلیم کا پتہ چلتا ہے۔ ایسے خوبصورت محل اور ایوان تیار کئے جس میں بڑے بڑے پارک تھے۔ اس کے علاوہ عربی یادگاریں بھی ہوائیں مسجدوں کی کثرت، تعلیم گاہوں اور کالجوں کی زیادتی سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے اندر دین کا جذبہ تعاون سے لگاؤ اور بے حد شغف تھا ان کے یہاں دولت کی فراوانی تھی، ہوٹل اور مسافرخانے غسل خانے کی کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی اسلامی تہذیب کا اثر اس پر کافی پڑ چکا تھا۔

اقتصادی، معاشی، علمی، سیاسی، اخلاقی ہر میدان میں ان کا دائرہ وسیع ہوتا گیا یہی وجہ ہے کہ یورپ پر بھی اس تہذیب کا اثر پڑا۔ اسلام کی اشاعت کو حکومت اپنا فرض سمجھتی تھی اس لئے مختلف قسم کے وسائل و ذرائع بھی مہیا کئے جس سے اس کے اکثر باشندے اسلام کے قریب ہوتے گئے۔ دینی تعلیم کا جذبہ اتنا تھا گویا ہر فرد کے لئے عربی زبان کا سیکھنا، قرآن کا حفظ کرنا ضروری تھا۔ اسلامی کلچر و تہذیب کا اثر ایک حیثیت سے اس جزیرہ پر اتنا پڑا کہ شاید دوسرے اسلامی ممالک پر پڑا ہو۔

خاص طور سے اقتصادی معاملہ میں اس جزیرہ کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہو گئی تھی اس کی راجدھانی خاندیا میں بڑی بڑی منڈیاں اور بڑے بڑے بازار لگتے تھے جس میں چین اور مشرقی اور شمالی افریقہ کے سامان آتے اور اس کے سامان یورپ میں بکتے تھے۔ مسلمانوں کے آنے کے بعد ازدواجی مسئلہ سامنے آیا تو انہوں نے بیزنطینیوں [illegible] کے باشندوں سے شادی کی جس سے تعلقات میں مزید استحکام پیدا ہوا، بغض و عداوت کی حائل دیوار منہدم ہو گئی اور ان کی ساکھ مضبوط ہو گئی۔

تہذیبی ارتقاء کے پیش نظر اس جزیرہ کو مختلف صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر صوبہ کے الگ الگ حاکم مقرر کر دئے گئے۔ اس کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے علماء کرام محدثین، فقہاء، ادباء پیدا ہوئے جنکی نظیر ملنی مشکل ہے۔

اس کے علاوہ حکومت نے زراعت پر کافی زور دیا جس سے ان کی معاشی حالت ہمیشہ اچھی رہی اس سلسلہ میں لگان بھی مقرر کی گئی جس کا وجود اس سے پہلے نہیں تھا۔

غرضیکہ یہ جزیرہ اس وقت تہذیب و تمدن کے ایسے مقام پر پہنچ گیا تھا جس پر آج بھی فخر کیا جا سکتا ہے۔

## اسلامی ثقافت کا خاتمہ اور مسلمانوں کا اخراج:

جب عباسیوں اور فاطمیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی تو اس کا اثر جزیرہ کریٹ پر بھی پڑا نیز جزیرہ قبرص پر بیزنطینیوں کے غلبہ کی وجہ سے یہاں کے حالات میں تبدیلی آئی۔ بیزنطینیوں نے جزیرہ کریٹ پر حملہ کی غرض سے ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کیا جس میں دو ہزار جنگی کشتیاں اور اس کے علاوہ ۳۰۰۰ ایسی کشتیاں تھیں جن پر ساز و سامان لادا جا سکتا تھا بیزنطینی بیڑے نے جزیرہ کریٹ کی راجدھانی خاندیا پر حملہ کر دیا سلطان عبد العزیز کا دور حکومت تھا جو فاتح کریٹ ابو حفص قرطبی کے بعد خلیفہ ہوئے تھے یہ جنگ مسلسل کئی مہینوں تک جاری رہی یہاں تک کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ۷ مارچ سنہ ۹۶۱ء میں مسلمانوں کی شکست ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے علم و تہذیب کی یہ دنیا جس کے لئے مسلمانوں نے اپنے خون کی قربانی دی تھی ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ بیزنطینیوں کا اس پر قبضہ ہو گیا بغض و عناد اور مسلمانوں سے ذاتی دشمنی کی بنا پر ان کے بنائے ہوئے یادگاروں، عمارتوں اور قلعہ نما عمارتوں کو منہدم کر دیا گیا۔ مسلمان سلطان عبد العزیز کے ساتھ قسطنطنیہ چلے گئے باقی جو مسلمان بچے وہ ان سے مغلوب و مرعوب ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد دین اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بارہا کوششیں بھی کیں، تاریخ اسلام ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے، لیکن ابھی تک ان کو اس سلسلہ میں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

خدا کرے کہ وہ زمانہ آئے جب اسلام کا جھنڈا اس جزیرہ پر پھر لہرانے لگے۔

هف۔ الحسن، [illegible]

# ندوہ کے شب و روز

اس بزم کی ہے ہر صبح حسین، ہر شام ہے اس کی نورانی

## علم و عمل کی جیتی جاگتی تصویر:

یہ کہنا کہ دکھ اور احسان [illegible] کہ طلبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء علم کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں بھی پیش پیش ہیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ طلباء دارالعلوم ہر جمعہ کے دن تبلیغی جماعتوں میں شامل ہو کر جماعتوں کی صورت میں گشت کرتے ہیں اور ایک بڑی تعداد تیار ہو کر جمعرات کے دن بعد نماز عصر شہر کے مختلف محلوں میں جاتے اور جاہلوں تک علوم نبوت کی اس روشنی کو پہنچانے کے لئے جاتی ہے جو اس سے بے بہرہ ہیں۔ طلبہ بعد نماز مغرب اور بعد نماز فجر وعید لوگوں کے سامنے تقریر کرتے اور ان کے اندر دینی حمیت اور جوش ایمان کو جو بجھ چکا ہے پیدا کرتے اور ابھارتے ہیں۔ ایک معتد بہ تعداد ہر جمعہ کو بھی جاتی ہے۔ جماعت کے امیر اول جناب [illegible] صاحب ندوی متعلم عربی اور نائب امیر جناب عامر خان صاحب [illegible] کی دوم متعلم عربی ہیں۔

## ایک معلومات افزا تقریر:

پچھلے ہفتے ندوۃ العلماء کے طلبہ [illegible] جو مہرجان [illegible] ندوی کی ایک بحیثیت [illegible] [illegible] فرقوں کا تعارف تھا اور ان کا تاریخی پس منظر کے عنوان پر ہوئی، جس میں انہوں نے صحابہ کرام کے دور سے لے کر موجودہ دور تک مختلف فرقوں کا تاریخی، علمی تجزیہ کیا اور ان فرقوں کی بنیادی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ طلبہ کثیر تعداد میں شریک تھے، جلسہ [illegible] ہال میں ہوا۔ تقریر [illegible] [illegible] بجے شب یہ جلسہ ختم ہوا۔

## مولانا ندوی کا سفر حجاز:

حضرت مولانا [illegible] علی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی مجلس میں شرکت کی غرض سے [illegible] تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کے ساتھ مولانا [illegible] صاحب ندوی بھی تشریف لے گئے ہیں۔ ابھی یہ بات کہ کب تک واپسی ہوگی اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے، اطلاع ملنے کے بعد اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔

## ثانویہ کی عمارت تعمیر:

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تحت ایک ثانوی درسگاہ کی جدید عمارت [illegible]

چہارم عربی تک کی تعلیم ہوتی ہے اس کے بعد طلباء دارالعلوم آ جاتے ہیں جہاں پنجم عربی سے ان کی تعلیم شروع ہوتی ہے۔ اسی ثانویہ کی عمارت کا بعض حصہ مخدوش ہو گیا تھا جس کے سبب [illegible] [illegible] میں دقت ہوتی تھی لہٰذا اسی کو توڑ کر از سرنو اس کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے تاکہ بچے فکر و تشویش سے الگ رہ کر اپنا تعلیمی انہماک جاری رکھیں۔

دارالعلوم کے جمالیہ ہال میں ایک جلسے کا انعقاد ہوا اور دراصل یہ کوشش ہے اس سلسلے کی جسے طلباء دارالعلوم ہفتہ میں ایک بار مختلف عناوین پر محاضرات کی شکل میں پیش کرنے کے لئے منعقد کرتے ہیں اور کثیر تعداد میں اس میں شریک ہوتے ہیں۔ جلسہ [illegible] بجے سے شروع ہوا، جلسے کی صدارت حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب ازہری، [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] جو [illegible] [illegible] میں بھی [illegible] عرب دنیا کے [illegible] [illegible] طلباء کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام، مولانا [illegible] صاحب ندوی، مولانا شمس الحق صاحب ندوی، مولانا شفیق الرحمٰن صاحب ندوی، اور مولانا سید [illegible] صاحب ندوی بھی موجود تھے۔ [illegible] [illegible] وقار اور سکون کا عالم تھا۔ اس پرسکون عالم میں جناب محبوب عالم صاحب پورنوی (طالب علم فضیلت) نے اپنا مقالہ "الحیاۃ الجاھلیۃ قبل الاسلام" پڑھا۔ اس کے بعد طلباء نے سوالات کئے اور مقالہ نگار نے جواب دیا۔ آخر میں صدر موصوف نے ایک مختصر تقریر فرمائی جو فصاحت و بلاغت اور منطقی اعراب کا بہترین نمونہ تھی۔

عصر کی اذان پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ناظم صاحب [illegible] نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور [illegible] [illegible] [illegible] علمی [illegible] [illegible] ہو گیا۔

## شعبۂ حفظ:

الحمد للہ شعبۂ حفظ میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ طلباء کا انہماک دیکھ کر مسرت کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا [illegible] [illegible]

احادیث کی صدا لگا رہا ہو کہ یہ ان میں سے نہیں ہیں جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے ؎

گر تو قرآن بریں نمط خوانی
ببری رونق مسلمانی

یعنی اگر تم اس طریقے پر قرآن مجید پڑھتے رہے تو مسلمانی شرافت و عزت اور وقار کو کھو بیٹھو گے۔

بلکہ وہ روشن ستارے ہیں جو بھٹکے ہوؤں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ انشاء اللہ اور یقین کی اس [illegible] [illegible] [illegible] تعمیر کرے۔

## انداز جنوں کو نہ سمجھ پائیں جنوں:

[illegible] عربی مدارس میں قرآن و حدیث، تفسیر اور دیگر علوم عربیہ کی تعلیم ہوتی ہے، تاریخ و جغرافیہ کی تھوڑی بہت تعلیم ہوتی ہے لیکن سیاسیات اور دیگر سماجی علوم پر کما حقہ توجہ نہیں جس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ طلبہ گرد و پیش کی دنیا سے

بالکل بے خبر رہتے ہیں اور شہری ہونے کی حیثیت سے خود اپنے حقوق و فرائض نہیں جانتے، اس سبب کہا تک ان سے مستفید ہوں گے لیکن دارالعلوم نے تمام مضامین کے ساتھ سیاسیات کی بھی تعلیم کو ملحوظ رکھا ہے۔ اس کی باضابطہ تعلیم ہفتہ میں دو روز ہوتی ہے۔ استاذ محترم مولانا اسحاق جلیس صاحب ندوی ایڈیٹر تعمیر حیات اپنے مخصوص انداز میں لیکچر دیتے ہیں۔ کثیر تعداد میں طلباء اس میں شریک ہوتے اور مختلف سوالات کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ ندوہ کا یہ وہ اقدام ہے جو تمام مدارس کے لئے یکساں طور پر مفید نیز قابل تقلید ہے۔

## کھیل

شش ماہی امتحان کی وجہ سے فٹ بال و والی بال بند کر دیا گیا تھا۔ اب اس کا باقاعدہ شروع ہو چکا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد لڑکے اپنی اپنی پسند اور دلچسپی کے کھیلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ ہفتہ اور مہینہ میں آپس میں میچ وغیرہ کا پروگرام بھی رکھتے ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ کہ کھیل کے اندر بھی ندوی روایات کا خیال رکھتے ہیں جس سے یہ منظر ناظرین کے لئے اور دلکش ہو جاتا ہے۔


## ضرورت ہے

ایک تجربہ کار محرر کی جو عربی زبان میں مطالعہ، تحریر اور گفتگو کی مشق کرا سکے۔

**معیار:** عربی میں کسی اعلیٰ درسگاہ کا "فاضل" (مساوی ایم۔ اے) ڈپلومہ کے درس اور اردو و انگریزی زبان پر قادر۔

**تجربہ:** کم از کم پانچ سالہ تدریس کا تجربہ

**تنخواہ:** تنخواہ کا تعین معیار تعلیم اور تجربہ کی بنیاد پر طے ہوگا، تاہم درخواست دہندہ اپنی مطلوبہ تنخواہ کا ذکر کر سکتا ہے۔

خواہشمند حضرات

[illegible] بجے مفصل کیفیت کی نقل کیا [illegible] ذیل پتہ پر درخواست بھیجیں۔

(پتہ انگریزی میں ہو)

دی پریسیڈنٹ حیدر آباد [illegible] ایجوکیشنل سوسائٹی [illegible] حیدر آباد [illegible]
[illegible] پوسٹ [illegible]

Regd. No. LW/NP 56 Phone: 72946 / 39747

# TAMEER-E-HAYAT

FORTNIGHTLY

Nadwatul-ulama Lucknow-226007 (India)


اہل اسلام کے لیے

## عظیم پیشکش

برائے خریداران

شرائط ایجنسی

## ورلڈ قرآن سوسائٹی

دہلی ۱۱۰۰۰۶

یہ لیجیے

یا یہ!

شربت

## روح افزا

پیجیے

گرمی کے مقابلہ کے لیے

ایک ہی شربت

ہمدرد

## انگوری

جنرل ٹانک

معدہ، جگر، اعصاب

اور گردوں کو طاقت دیتی ہے۔

بیماری کے بعد کی کمزوری کو جلد دور کرتی ہے۔

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

دور حاضر کی بہترین گھریلو دوا

## نورانی تیل

ہر قسم کے جسم کے درد

چوٹ، زخم، جلنے

کٹنے کی بہترین دوا

نورانی کیمیکل کمپنی، مئو ناتھ بھنجن (یوپی)

## ”تعمیر حیات“

پچاس ہزار ہاتھوں تک پہونچتا ہے۔

”تعمیر حیات“

میں اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو

فروغ دیجیے۔

## رانا ٹرانسپورٹ کمپنی

۲۱۔ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۱